یا اللہ جل جلالہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تاثرات علماءِ کرام و مشائخ عظام

عاشق رسول ﷺ منظور نظر حضور داتا گنج بخش پاسبان مسلک امام احمد رضا
خلیفہ اعظم قطب مدینہ ضیاء الدین مدنی پیر طریقت رہبر شریعت
خطیب اعظم پاکستان قطب لاہور فاتح نجدیت سرمایہ اہلسنت یادگار اسلاف حضرت مولانا

الحاج پیر علامہ

محمد الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

قادری رضوی ضیائی

ناشر: منظور نظر حضرت علامہ محمد الٰہی بخش قادری رضوی ضیائی

خادم اعلیٰ **محمد فاروق احمد قادری** رضوی ضیائی

و

اراکین انجمن غلامان قطب مدینہ لاہور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

شجرہ طیبہ قادریہ رضویہ

۱) آقا و مولا نبی کریم رؤف رحیم رحمۃ للعالمین مالک و مختار شہنشاہِ ابرار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

۲) امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۳) حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
۴) حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
۵) حضرت سیدنا امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ
۶) حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
۷) حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ
۸) حضرت سیدنا امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ
۹) حضرت سیدنا شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰) حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱) حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲) حضرت سیدنا ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳) حضرت سیدنا شیخ عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴) حضرت سیدنا شیخ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ
۱۵) حضرت سیدنا علی بن احمد ہکاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۶) حضرت سیدنا ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷) حضرت سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸) حضرت سیدنا عبدالرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ
۱۹) حضرت سیدنا ابو صالح عبداللہ نصر رحمۃ اللہ علیہ
۲۰) حضرت سیدنا محی الدین محمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ
۲۱) حضرت سیدنا شیخ علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲) حضرت سیدنا میر سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
۲۳) حضرت سیدنا شیخ حسن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
۲۴) حضرت سیدنا احمد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۵) حضرت سیدنا بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۶) حضرت سیدنا شیخ ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ
۲۷) حضرت سیدنا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۸) حضرت سیدنا قاضی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۹) حضرت سیدنا شیخ جمال الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
۳۰) حضرت سیدنا شیخ محمد کالپوری رحمۃ اللہ علیہ
۳۱) حضرت سیدنا احمد کالپوری رحمۃ اللہ علیہ
۳۲) حضرت سیدنا فضل اللہ کالپوری رحمۃ اللہ علیہ
۳۳) حضرت سیدنا برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
۳۴) حضرت سیدنا آل محمد مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
۳۵) حضرت سیدنا شاہ حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
۳۶) حضرت سیدنا آل محمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
۳۷) حضرت سیدنا آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
۳۸) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۹) حضرت سیدنا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ
۴۰) حضرت علامہ محمد الٰہی بخش قادری رضوی ضیائی رحمۃ اللہ علیہ
۴۱) محمد فاروق احمد قادری

یا اللہ جل جلالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یا رسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

تاثراتِ علماءِ کرام و مشائخ عظام

عاشق رسول منظور نظر حضور داتا گنج بخش پاسبان مسلک امام احمد رضا
خلیفہ اعظم قطب مدینہ پیر ضیاء الدین مدنی پیر طریقت رہبر شریعت
خطیب اعظم پاکستان قطب لاہور فاتح نجدیت سرمایہ اہلسنت یادگار اسلاف حضرت مولانا

الحاج پیر علامہ

محمد الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

قادری رضوی ضیائی

ترتیب

منظورِ نظر حضرت علامہ محمد الٰہی بخش قادری رضوی ضیائی

خادم العلماء

محمد فاروق احمد قادری رضوی ضیائی

اراکین انجمن غلامان قطب مدینہ لاہور

تاثرات

- عرض مرتب (محمد فاروق احمد قادری ضیائی)
- مولانا قاضی مظفر اقبال رضوی
- مولانا مفتی گل احمد خان عتیقی
- مولانا حافظ عبدالستار سعیدی
- مولانا عبدالتواب صدیقی
- مولانا محمد منشاء تابش قصوری
- مولانا بدرالزمان قادری
- مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی
- مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
- علامہ حافظ خادم حسین رضوی
- مولانا صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ
- مولانا محمد عرفان اللہ اشرفی
- مولانا خلیل احمد قادری
- مولانا عبدالشکور رضوی
- مولانا قاری احمد رضا سیالوی
- مولانا مدد علی قادری
- مولانا محمد سلیمان قادری
- مولانا محمد عمران الحسن فاروقی
- پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
- مولانا سید خرم ریاض شاہ

مولانا محمد فاروق احمد قادری ضیائی

منظور نظر علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی

میرے قائد میرے شیخ کی حیات طیبہ پر مختصر و جامع نظر

حکیم محمد شفیع کے گھر 15 مارچ 1933ء کو لاہور میں علامہ الٰہی بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ عرصہ دراز سے آپ کے آباؤ اجداد لاہور میں ہی قیام پذیر تھے۔ والد گرامی تجربہ کار حکیم اور صوفی بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ عالم دین اور مسجد کے امام تھے۔ والدہ صاحبہ نیک خاتون تھیں۔ جن کی بدولت سے آپ کی زندگی پر گہرا اثر پڑا۔ آپ نے قرآن شریف اپنے والد گرامی کے پاس ناظرہ پڑھا اور پھر میٹرک تک تعلیم حاصل کی تا آنکہ پاکستان وجود میں آ گیا۔ تحریک پاکستان کی خاطر جتنے بھی لاہور میں جلسے منعقد ہوئے علامہ صاحب سب میں پیش پیش ہوتے ہوئے۔

آپ نے کئی اکابر سے فیض پایا خصوصاً محدث اعظم کچھوچھہ شریف اور فخر السادات پیر جماعت علی شاہ صاحب کی زیارت سے بارہا مشرف ہوئے۔ علامہ صاحب زمانہ طالب علمی میں سکول میں تقاریر کیا کرتے اور مقابلوں میں کامیابی پر والد صاحب کو لوگ مبارکباد پیش کیا کرتے تھے۔ یہ شوق دیکھ کر گھر والوں نے آپ کو دار العلوم حزب الاحناف داخل کروا دیا۔ آپ نے ابتدائی کتب استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا سید منور علی شاہ (مزار احاطہ گھوڑے شاہ) سے پڑھیں اور درجہ رابعہ اور سادسہ کی اکثر کتب استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عالم صاحب سے پڑھیں۔

دورۂ حدیث شریف کی کتب مفتی اعظم پاکستان، استاذ العلماء فخر السادات سید ابو البرکات سید احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ علامہ صاحب نے اپنے محبوب استاذ حضرت سید صاحب کے حکم پر بہت سی تقاریر فرمائیں۔ بعدہ آپ نے لاہور بورڈ سے فاضل فارسی کیا۔

1961ء میں پی ایم جی آفس لاہور میں UDC مقرر ہوئے۔ 1982ء میں دینی مصروفیات بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ نے محکمہ سے ریٹائرمنٹ لے لی۔ کچھ عرصہ کے بعد اہل باطل کے خلاف بے باک تقاریر کرنے پر گرفتار بھی ہوئے۔ 1962ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے اور بیٹیاں عطا فرمائے۔

1979ء میں آپ حج کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ حج و عمرہ سے فراغت کے بعد مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کی زیارت کی اور ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ حضرت مدنی نے آپ کو غلامی میں قبول فرما کر خلافت اور سند اجازت بھی پہلی ہی ملاقات میں عطا فرما دی۔ اس کے بعد آپ نے 16 عمرے فرمائے اور آخری عمرہ 2008ء میں فرمایا۔ مجھے یہ سعادت ملی کہ آخری عمرے کے مبارک سفر میں آپ کا ہمنوا تھا۔

علامہ صاحب سے بہت سے بزرگ بڑی محبت کرتے جن میں گنج کرم سید اسماعیل شاہ بخاری کرمانوالہ شریف سرفہرست تھے۔ ایک محفل میں قبلہ شاہ صاحب کی صدارت میں علامہ صاحب کی تقریر ہوئی۔ علامہ صاحب نے نور و رسالت کو بھرپور دلائل سے ثابت فرمایا۔ قبلہ شاہ صاحب آپ کے اس بیان سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا یہ مولانا بڑے مجاہد ہیں۔

میاں رحمت علی صاحب کنگ شریف والی سرکار بھی آپ کے بیانات بڑی محبت سے سنتے تھے۔ علامہ صاحب کو شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد ؒ سے بڑی محبت و عقیدت تھی۔ حضرت شیر ربانی کا ذکر خیر بھی علامہ صاحب کی تقاریر میں کئی جگہوں پر ملتا تھا۔

آپ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین و ملت، امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد خان کی تعلیمات کو عام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور آپ نے ہر موقع پر رضویت کا فیض عام فرمایا۔ اس لیے رضویت کے تابندہ ستارے ان میں سرفہرست محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادری رضوی فیصل آبادی آپ سے بڑی محبت کرتے اور اپنے ہر جلسہ میں اکثر اوقات مرکزی بیان علامہ صاحب ہی کا ہوتا۔ علامہ الٰہی بخش صاحب نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں نے لاہور میں چوبرجی کی جامع مسجد میں ایک جلسہ کیا جس میں محدث اعظم تشریف لائے۔ آپ نے اشتہار کا عنوان رکھا ''شہر لاہور میں انوار کی بارش، آمدِ محدث اعظم ؒ''۔ حضرت محدث اعظم نے تقریر فرماتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا کہ ''الٰہی بخش نام کا نام ہے، دعا کی دعا ہے''۔ علامہ صاحب فرمایا کرتے تھے یہ فقرہ میرے لیے قبر و حشر میں کام آئے گا۔

غزالی زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی ؒ آپ کو خصوصی خطاب کے لیے دعوت نامہ بھیجا کرتے اور خود آپ کی تقاریر بڑی محبت سے سنا کرتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ پیر طریقت محترم المقام پیر خورشید عالم صاحب بھی آپ کی جمعرات کی محفل کی صدات کرتے۔ مولانا حافظ عالم صاحب ؒ سیالکوٹ میں مرکزی اجلاس میں

آپ کا مجاہدانہ خطاب کرواتے۔ خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا بشیر احمد کوٹلی لوہاراں جو خود بہت بڑے خطیب اور اپنی زندگی میں خطابت کے بادشاہ تھے، وہ بھی آپ کے بیان میں اور ترنم والے اشعار اور علمی و فقہی گفتگو کو بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ سماعت کرتے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ؒ آپ کے ہم عصر اور جماعتی تھے۔ مفتی صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ کے اکثر و بیشتر پروگراموں میں آپ کو دعوت دیتے اور آپ کا بیان بڑی چاہت اور مسکراہٹ سے سماعت فرماتے۔ علامہ مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا الشاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا شمس الرحمان قادری، مولانا قاری غلام رسول صاحب، مولانا غلام حسین صاحب ترنم اور بے شمار مشائخ اور علماء کرام بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے۔

مناظر اسلام علامہ مولانا محمد عمر اچھروی ؒ بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، علامہ صاحب کی گرفتاری پر آپ نے ہی ان کی ضمانت دی تھی۔ یہ شرف بھی علامہ صاحب ہی کو حاصل ہے کہ جب مناظر اسلام قصور میں خطیب تھے اور آپ کہیں دوسرے شہر تشریف لے جاتے تو اکثر علامہ صاحب ؒ کو اپنی جگہ مقرر کر جاتے۔

آپ کی خطابت میں بدعقیدہ لوگوں کے خلاف جاودانی طاقت اور گرجتی ہوئی للکار لاہور اور پورے پاکستان میں گونجتی رہتی تھی۔ جس محاذ پر بھی عقائد اہلسنت پر کسی نے کسی طریقہ سے بھی سازش کی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور نبی ﷺ کی نگاہ پاک کے صدقے ہر ایک سازش کا بھرپور مقابلہ کیا اور خوب جواب دیا۔

دربار حضور داتا گنج بخش ؒ میں ہر جمعرات بعد از نماز عصر محفل کا انعقاد کرتے جس میں علماء کرام اور مشائخ عظام کثیر تعداد میں تشریف لاتے اور آخری بیان آپ کا ہوتا جس سے سب لوگ مستفید ہوتے۔

1960ء کے فوراً بعد جامع مسجد محمدیہ غوثیہ میں خطابت کا آغاز کیا اور لاہور میں یہ بات مشہور ہے کہ سب سے آخر میں جمعہ آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ قریباً 50 سال وہاں آپ نے خطابت کا جوہر دکھایا اور رافضیوں اور خارجیوں سے سینہ تان کر مقابلہ کیا۔ اہلسنت و جماعت کے عقائد حقہ کو صحیح طریقہ سے لوگوں تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی ﷺ کی عطا سے پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الٰہی بخش قادری ؒ کے مرکزی بیان سے پہلے قریباً 5 سال راقم مختصر وقت کے لیے وہاں بیان کرتا رہا۔ کئی مرتبہ آپ نے مجھے انعام سے نوازا اور آخری دو جمعہ میں آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ اب جمعہ تم نے پڑھانا ہے۔ قریباً دس سال پہلے آپ نے خود اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میرا ایک مرکز بھی ہونا چاہیے جہاں پر جامع مسجد اور مدرسہ ہو جس میں تعلیم دینیہ کا مکمل انتظام ہو اور میری وفات

کہ بعد میرا مرقد یعنی قبر ایسی جگہ بنے جہاں مسجد و مدرسہ ہو۔ علامہ صاحب کے حکم کے مطابق 2 کنال جگہ ہربنس پورہ کے علاقہ میں لی گئی علامہ صاحب ؒ نے بڑی خوشی سے اس جگہ کو پسند کیا۔ آپ نے ہی اس کا افتتاح بھی کیا۔ جب مسجد کی تعمیر کا کچھ حصہ تعمیر ہو گیا تو آپ نے اپنے دوستوں اور مریدوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا اس جگہ پر ...وں کا آغاز بھی کریں چنانچہ علماء کرام کو بلائیں اور جلسہ منعقد ہوا جس میں آپ بڑی خوشی سے تشریف لائے۔ اس موقع پر کافی مریدوں اور دوستوں کا ہجوم تھا۔ علامہ صاحب ؒ نے یہاں اعلان فرمایا کہ میرا مزار یہاں پر ہوگا۔

اس بات کی شنید کرنے والے علماء کرام میں قاضی مظفر اقبال صاحب رضوی اور علامہ ارشد رضوی اور دوستوں میں صوفی حکیم محمد ظفر اور صوفی مقصود احمد نقشبندی اور ہزارہا مرید تھے۔ جب علامہ صاحب کا وصال ہوا تو ان کے صاحبزادوں نے علامہ صاحب کی وصیت کو نہ مانا بلکہ بی بی پاکدامن مزار کے قریب قبرستان کے آخر میں مسجد کے قریب آپ کا مزار بنایا۔

علامہ صاحب ؒ کی ساری زندگی حق گوئی کرتے ہوئے گزری اور وہ آخری دم تک تقاریر پورے ہوش و حواس میں رہتے ہوئے کرتے رہے اور آپ کا ہر فیصلہ شریعت کے مطابق ہوتا تھا۔

بہر کیف آپ کی نماز جنازہ میں تا حد نظر عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا اور بعد از وصال آپ کے چہرہ انور کی ... و بشاشت اور انوار و برکات کا منظر دیدنی تھا۔

چہلم کے پیش نظر قلیل وقت میں صرف لاہور کے علماء و مشائخ کے تاثرات ترتیب دیے گئے ہیں۔ ان شاء اللہ جلد علامہ صاحب ؒ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی جائے گی جس میں دنیا بھر کے علماء کرام و مشائخ عظام کے تاثرات بھی شامل ہوں گے۔

* * *

مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی مصطفوی

لخت جگر، خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی غلام جان ہزاروی ؒ

علامہ الٰہی بخش قادری جامع الصفات شخصیت

خطیب پاکستان، ابو البیان حضرت مولانا محمد الٰہی بخش قادری رضوی ضیائی ؒ کو قدرت نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ نہایت ہی شریف النفس، متین، سنجیدہ، بردبار، صابر و قانع اور بے باک شعلہ نوا خطیب تھے۔ موصوف عمر کے آخری لمحات تک دین متین کی تبلیغ میں مصروف عمل رہے۔ وہ مذہب اہل سنت کے مبلغ اور امام احمد رضا فاضل بریلوی ؒ کے مسلک کے پرچارک و علمبردار تھے۔ سکول سے میٹرک کرنے کے بعد آپ نے والد گرامی نیک صورت، نیک سیرت حکیم محمد شفیع نے اپنے بیٹے کے دینی رجحان اور چھپی ہوئی صلاحیتوں کو جب دیکھا تو انہوں نے اس وقت کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف اندرون دہلی دروازہ میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخل کروا دیا۔ یہاں دینی تعلیم کے زیور نے ان کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو آشکارہ اور روشن کر دیا۔

دوران تعلیم ہی منتہی طلباء کی ایک تنظیم ”اشاعت السنۃ“ کے نام سے وجود میں آئی۔ اس کے ذریعے عوام تک آپ کی آواز پہنچنے کا آغاز ہوا۔ طریقہ کار یہ تھا کہ ہر جمعرات بعد نماز عشاء لاہور کا مشہور تجارتی مرکز کشمیری بازار جب بند ہو جاتا تو جس دکان کے باہر بلب روشن ہوتا وہی اس تنظیم کا بنا بنایا اسٹیج ہوتا۔ تنظیم کے ممبران باری باری تقاریر کرتے۔ لیکن ان سب میں مولانا الٰہی بخش صاحب کی نمایاں حیثیت ہوتی۔ وہ اپنی ولولہ انگیز اور پُر جوش تقریر سے آنے جانے والوں کی نگاہوں کا مرکز بن جاتے۔ بڑھتے بڑھتے یہ مجمع ایک عظیم اجتماع کی صورت اختیار کر جاتا۔ اس نوجوان کی تقریر سے لوگ لطف اندوز ہوتے اور ہر طرف سے واہ واہ کی صداءِ داد بلند ہوتی۔ نعرۂ تکبیر و رسالت سے عوام اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کرتے۔

درس نظامی کی تکمیل کے بعد جب آپ کو سند فراغت اور دستار فضیلت کے اعزاز سے نوازا گیا تو حضرت قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب ؒ مہتمم مرکزی انجمن حزب الاحناف کے ارشاد پر اپنی تقریر دل پذیر کے ذریعے سلسلہ رشد و ہدایت باقاعدگی کے ساتھ شروع کیا۔ رفتہ رفتہ آپ

کی شہرت کو چار چاند لگ گئے اور یوں وہ اعلیٰ مقررین کی صف میں شامل ہو گئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یوں تو آپ بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ لیکن سب سے بڑی خوبیاں جنہوں نے آپ کو دوسروں سے ممتاز و نمایاں کر دیا تھا وہ تھی سادگی، للّٰہیت اور دین متین کی بے لوث خدمت۔ تقریر کے لیے جب لوگ وقت لینے آتے تو ان سے نہ کرائے کا مطالبہ نہ نذرانہ کا اصرار اور نہ ہی کسی مرغوب کھانے کی فرمائش ہوتی۔ جو حاضر ہوا تناول کر لیا۔ جو ملا لے لیا، نہ شکوہ نہ شکایت گویا ﴿ان اجری الا علی اللہ﴾ کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آج دنیا کی حرص و ہوس کی زد میں نام نہاد علماء بھی خس و خاشاک کی طرح بہہ رہے ہیں۔ وعظ فروشی کے اس مسئلے نے عوام کو بدظن کر دیا ہے۔ پہلے سے منہ مانگے نذرانے کا تعین، کم ملنے پر منہ بسوڑ لینا اور تاریخ نہ دینا یہ آج کا بہت بڑا المیہ ہے۔ خداوند کریم اس مرض سے ہر مبلغ کو بچنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے تا کہ تبلیغ دین کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اعلیٰ انعام ملنے کے حق دار بن جائیں۔ آمین

۵۷ سال تک یہ مرد درویش اپنی گرج دار ایمان افروز اور باطل سوز آواز میں علم کے گوہر لٹاتا رہا اور لوگوں کے دل و دماغ کو خدائے لم یزل کی حمد، محمد رسول اللہ ﷺ کی توقیر و عظمت، صحابہ کرام کے مقام، اہل بیت عظام کی شان، آئمہ مجتہدین و مجددین، اولیاء کرام اور علماء کرام کی رفعتوں کے گیت گا گا کر محبین کے کانوں میں محبتوں کے رس گھولتا رہا۔

آخر کار ۵۷ سال تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے ۷۸ سال کی عمر میں مخدوم اولیاء حضرت علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سودائی ۹ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ بروز ہفتہ ۲۴ اپریل ۲۰۱۰ کو اس جہان فانی سے جہان باقی کی طرف کوچ کر گیا۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ ۱۰ جمادی الاول ۱۴۳۱ھ بروز اتوار ۲۵ اپریل ۲۰۱۰ء کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر ہو کر چوکھٹ مبارک کو بوسہ دیا اور الوداعی سلام کر کے قبرستان بی بی پاکدامن میں اپنی والدین کے قدموں میں اپنی آخری آرام گاہ میں جا ڈیرہ لگایا۔ الٰہی بخش کو الٰہی بخش۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مولانا مفتی گل احمد عتیقی

استاذ المحدثین، شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ و جامعہ ہجویریہ

﴿علامہ الٰہی بخش قادری حب رسول میں وارفتہ ایک عظیم خطیب﴾

فخر ملت محسن اہل سنت، پیر طریقت علامہ مولانا الٰہی بخش قادری ضیائی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کی ایک قدآور اور نامور شخصیت تھے۔ آپ میں وہ تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں جو ایک کامل الایمان مسلمان میں پائی جانی چاہئیں۔ آپ تحمل و بردباری، زہد و تقویٰ، صبر و استقلال، حسن خلق و حسن خُلق اور تواضع و انکساری کا پیکر، حسن کردار اور پُر کشش گفتار کا مجسمہ اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کے عظیم مبلغ اور ترجمان تھے۔

حب رسول تو ویسے ہر عام و خاص سنی کا طرۂ امتیاز ہے کیونکہ حب رسول ہی روح ایمان اور جان ایمان ہے مگر حب رسول میں وارفتگی آپ کی تمام صفات میں نمایاں تھی۔ آپ کی چال ڈھال، انداز تبلیغ و تقریر اور تحریرات سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جیسی صفات ﴿اشداء علی الکفار و رحماء بینھم﴾ کا مظہر اتم اور ﴿الحب للہ والبغض للہ﴾ کے مصداق اتم تھے۔ آپ کو ہر اس شخص سے پیار تھا جسے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے ساتھ پیار اور آپ کے دل میں ہر اس شخص کا احترام تھا جس کے دل میں سرور کونین ﷺ کا احترام ہو۔ یہ پیار و احترام بھی جنوں کی حد تک تھا کیونکہ آپ کی محبت و عقیدت کا محور و مرکز حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات تھی۔

جس قدر آپ کو رسالت مآب ﷺ کے وابستگان سے محبت تھی اس سے بڑھ کر آپ کو گستاخان رسول اور باطل فرقوں سے نفرت تھی۔ جب سے آپ نے مسند خطابت سنبھالی اس وقت سے زندگی کے آخری لمحات تک آپ کے ایمان افروز اور باطل سوز خطابات نے اہل اسلام کے دلوں میں حب رسول کی شمع کو منور کیے رکھا۔ آپ کے پُر کشش انداز بیان میں حب رسول کی ایسی چاشنی ہوتی کہ ہر اَن پڑھ سے اَن پڑھ سامع کی یہ چاہت اور کوشش ہوتی کہ وہ آپ کا بیان سن کر اپنے دل میں حب رسول کی شمع روشن کرتا رہے۔ حب رسول میں وارفتگی اور گستاخان رسول اور باطل فرقوں سے نفرت آپ کو امام اہل سنت العلامہ المفتی الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے ملی اس لئے آپ کو جنون کی حد تک امام اہل سنت کے ساتھ عقیدت و محبت تھی۔

آج سے تقریباً ایک سال پہلے جب میرا لختِ جگر محمد مہتاب احمد خان چلڈرن ہسپتال میں زیر علاج تھا تو جامعہ ہجویریہ کے سینئر استاد علامہ خلیل احمد نے گلشن راوی سے ایک نوجوان کو گاڑی دے کر بھیجا کہ وہ میرے لختِ جگر کو چلڈرن ہسپتال لے جائے۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے مولانا محمد فاروق احمد صاحب گاڑی لے کر اسلام گنج میری رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ گاڑی کے مالک وڈرائیور محمد فاروق صاحب کے چہرہ بشرہ سے روحانیت کے آثار محسوس ہورہے تھے۔ بیٹے کے چیک اپ کے بعد راستے میں انہوں نے خطیب پاکستان بلکہ خطیب اسلام کی جوانی کے دور کی کیسٹ لگائی۔ آپ کے پرکشش بیان خصوصاً امام اہلسنت المفتی الشاہ احمد رضا خاں قادری کے پرکشش انداز وخوبصورت آواز میں پڑھے جانے والے نعتیہ اشعار نے بیمار بیٹے کی بیماری کے تمام غم بھلا دیے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ہم بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر آپ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہورہے ہیں۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

علامہ صاحب اکابر علماء ومشائخ اہلسنت کا بے حد احترام کرتے۔ یہ ہی نہیں اگر کسی ادنیٰ سے ادنیٰ دینی طالب جس کے ساتھ مولوی یا مولانا کا لقب لگ جاتا آپ اس کا بھی بہت احترام فرماتے۔ آپ یادگار سلف تھے' آپ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب قادری چشتی ؒ کی طرح پیکر جود وسخا بھی تھے اور فنافی الرسول بھی۔ آپ کی تمام عمر دلائل کے ساتھ باطل قوتوں کو للکارتے ہوئے گزری۔ آپ امام اہل سنت مفتی عالم اسلام کے درج ذیل شعر کا مظہر اتم معلوم ہوتے ہیں۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

آپ کے وصال سے اہل سنت کو ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ آپ جیسی شخصیات صدیوں بعد ہی پیدا ہوتی ہیں۔ آپ کے وصال سے دنیائے اہل سنت ایک ایسے عظیم خطیب ومبلغ سے محروم ہوگئی جن کے وعظ کا ہر ہر جملہ اور ہر ہر لفظ حب رسول میں وارفتگی کا مظہر ہوتا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بوسیلہ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء آپ کی قبر کو منور اور ٹھنڈا فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ فرمائے۔ آپ کے پسماندگان' خویش واقارب اور معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین ﷺ

مولانا حافظ عبدالستار سعیدی

استاذ المحدثین ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور

علامہ الٰہی بخش قادری سرمایۂ ملک وملت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم اہلسنت' سرمایہ ملک وملت' خادمِ اسلام وشریعت' دانائے رموز معرفت' پیر طریقت' حضرت علامہ مولانا الٰہی بخش قادری رضوی ضیائی کی رحلت پوری ملتِ اسلامیہ کے لیے بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان کے لیے بالخصوص عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔

علامہ صاحب مرحوم بلند پایہ مبلغ' موثر خطیب' بالغ نظر مصلح، وسیع المطالعہ عالم اور عالی مرتبت مرشد تھے۔ آپ کے خطاباتِ جلیلہ وتقاریر میں جہاں عقائد وافعال' اخلاقِ کریمانہ، تزکیۂ نفس اور حقوق العباد کے بارے میں بھی کافی وشافی راہنمائی مہیا ہوتی تھی وہیں آپ کے خطبات ومواعظ مقتضائے حال ومقتضائے وقت کے عین مطابق ہوتے۔ موقع ومحل کے مطابق انتخاب موضوع کا آپ کو ملکہ کاملہ حاصل تھا۔ مرحوم کی تقاریر آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال وارشاداتِ اسلاف کے حوالہ جات سے مزین ہوا کرتی تھیں۔ مضمون کی مناسبت سے بروقت اور پرسوز لہجے میں اشعار بھی پڑھا کرتے تھے جس سے تاثیر دوچند اور لطف دوبالا ہوجاتا۔ الغرض علامہ صاحب ؒ کا اسلوب خطابت منفرد تھا' جس کے آپ خود موجد وبانی تھے۔

ملک کے اطراف واکناف میں تبلیغی دوروں کے علاوہ تقریباً نصف صدی تک حضرت داتا گنج بخش ؒ کی مسجد میں ہر جمعرات بعد از نمازِ عصر منعقد ہونے والی محفل میں بڑی پابندی سے حاضری دیتے اور پُرمغز خطاب فرماتے رہے۔ آپ کے خطاب میں اگرچہ جمالی کیفیت بھی ہوتی مگر جلالی رنگ غالب تھا خصوصاً جب گستاخان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور منکرین عظمت صحابہ وشانِ اہل بیت کے نظریات باطلہ کا ابطال اور اقوال خبیثہ کا رد فرما رہے ہوتے تو اس وقت آپ کا جلال پورے عروج پر ہوتا تھا اور ﴿واغلظ علیھم﴾ کا مظہر اتم نظر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مولانا محمد عبد التواب صدیقی

مناظر اسلام شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

علامہ الٰہی بخش قادری نامور خطیب و بے باک مقرر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

حضرت مولانا محمد الٰہی بخش ضیائی قادری ایک نامور خطیب اور بے باک مقرر تھے۔ آپ حق گوئی فرماتے یعنی باطل عقائد رکھنے والے لوگوں سے خوف نہیں کھاتے تھے بلکہ ایسے مقامات پر جہاں بدمذہبوں کا خوف ہوتا وہاں ان کا ضرور رد فرماتے۔ حتیٰ کہ اگر انتظامیہ منع بھی کرتی تو فرماتے بدمذہبوں کے رد سے جہاں مجھے روکا جائے وہاں میں ضرور رد کرتا ہوں، میری زندگی کا یہی مشن ہے۔

حضور قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، حجۃ الکاملین سیدنا مخدوم علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش ؒ سے آپ کو بڑی عقیدت تھی۔ آپ تقریباً ہر جمعرات کو بعد از نماز عصر ہونے والی محفل میں کثرت سے شرکت فرماتے۔ فقیر نے علامہ کو تقریباً 1962ء سے وہاں حاضر ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ کبھی کبھار ہم دونوں ایک جگہ میں خطاب کے لیے اکٹھے ہوتے تو مولانا میرے بعد تقریر فرماتے۔

آپ کی تقاریر میں لوگ ذوق وشوق سے شرکت فرماتے تھے۔ لاہور شہر میں سکونت فرمانے والے نامور علماء میں آپ کا نام آتا تھا اور پورے پاکستان میں آپ کی تقاریر ہوتی تھیں لوگ آپ کی تقاریر سے مستفیض ہوتے تھے۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اپنے شیخ حضرت قطب مدینہ ؒ کے قربت میں جگہ عطا فرمائے اور مولانا محمد فاروق احمد صاحب کو ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

* * *

مولانا محمد منشاء تابش قصوری

صدر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

علامہ الٰہی بخش قادری استاذ الخطباء

مدینۃ الاولیاء لاہور کو برِ اعظم ایشیا میں کئی جہتوں سے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس وقت (1431ھ/2010ء) لاہور کی آبادی تقریباً ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اوسطاً اس شہر میں دس ہزار مساجد ہیں اس لئے اسے مدینۃ المساجد سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ تاریخی اور معروف خانقاہوں نے بھی اس شہر کی عظمت کو چار چاند لگا رکھے ہیں خصوصاً سید الاولیاء حضرت شیخ داتا گنج بخش ؒ کی نسبت سے تو اسے داتا کی نگری سے خوب شہرت نصیب ہے اور اس مرکز انوار و تجلیات میں ہر وقت عشاق کا جم غفیر حاضری سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔

جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش، لاہور کی تاریخی مساجد میں اولیت کا شرف رکھتی ہے۔ یہاں خطیب ملت (علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی) نے علماء کرام کی خطیبانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرانے کے لیے تربیتی کورس شروع کیا جو نماز عصر سے مغرب تک جاری رہتا۔ اس کورس کی برکات سے لاتعداد ائمہ مساجد اور حفاظ کرام مستفید ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بطور واعظ و مقرر احسن طریقہ سے عوام کو مسائل شرعیہ اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لئے سودمند ثابت ہوئے۔

لاہور کے نامور خطباء میں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، حضرت مولانا غلام دین صاحب، حضرت مولانا محمد شریف نوری صاحب علیہم الرحمۃ کی مقبولیت و شہرت مسلم تھی، ان کے بعد خطیب ملت حضرت مولانا الحاج پیر الٰہی بخش ضیائی قادری رضوی کا نام نامی اسم گرامی تاریخی خطباء کی نورانی فہرست میں آتا ہے۔

علامہ الٰہی بخش ؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور پھر دہلی دروازہ میں دار العلوم حزب الاحناف سے سند فراغت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ کے جلیل القدر اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان سید ابو البرکات اشرفی قادری ؒ کا نام آپ کی ثقاہت علمی پر دال ہے۔ آپ کے جماعتی علماء میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ؒ ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، حضرت پیر الحاج مبارک محی الدین قادری گجراتی ؒ اور زینت القرا حضرت الحاج قاری غلام رسول صاحب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی ؒ نے نہ صرف لاہور میں اپنی خطابت کا جادو جگایا بلکہ پورے پاکستان بمعہ آزاد کشمیر کے شہروں میں بھی اپنی خطیبانہ حیثیت کا سکہ بٹھایا۔ آپ کے ساتھ راقم السطور کو بھی کئی مقامات پر بڑے بڑے جلسوں سے خطابت کا موقعہ میسر آیا۔ بعض اوقات فرماتے مجھے پہلے وقت دیجیے کیونکہ دوسری جگہ بھی جانا ہے۔ مرید کے ''مسجد حیات النبی'' مزار بابا گاما حیات میں آپ کا آخری خطاب میری صدارت میں ہوا۔ اپنے ساتھ اپنی قابل قدر تصنیف ''المعراج'' لائے اور تعارفی اعلان فرمایا۔ چند دوستوں نے کتاب لطیف حاصل کی اور باقی تمام کتابیں راقم نے رقم ادا کر کے دوستوں میں تقسیم کر دیں۔

شب و روز پروگراموں کے باعث دور دراز علاقوں میں خطابت کے باوجود بھی آپ نے متعدد مفید ترین اور کارآمد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان میں چار جلدوں پر مشتمل آپ کے روح پرور، دلکش اور ایمان افروز خطبات ہیں جو رہتی دنیا تک آپ کے حسنات جمیلہ میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ پہلے پہل آپ نے ان خطبات کے چودہ سو صفحات پر مشتمل رجسٹر میرے پاس نظر ثانی کے لئے بھیجا۔ جہاں تک ممکن تھا میں نے اسے دیکھا اور آپ کی خواہش کے مطابق رنگ بھرنے کی کوشش کی۔ بعدہٗ صوفی محمد منشاء صاحب اور مولانا محمد فاروق احمد قادری رضوی زیدہ مجدہٗ نے اسے طباعت و اشاعت سے آراستہ کیا۔

ایک نہایت ہی نرالی اور انوکھی تصنیف ''حسن یوسف'' کے نام سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی جسے طباعت کے لحاظ سے آپ کی حیات مبارکہ کی آخری تصنیف قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ نہایت عمدہ پیرائے میں ''سورۂ یوسف'' کی مختصر مگر جامع تفسیر ہے جو واعظین و مقررین کے لیے گائیڈ کی حیثیت رکھتی ہے۔

11 اپریل 2010ء بروز اتوار حضرت داتا گنج بخش ؒ کے مزار پُر انوار کے سائے میں ہزاروں عوام و خواص اور علماء کرام و مشائخ عظام کی موجودگی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور صلوٰۃ و سلام کی گونج میں آپ کو آخری آرامگاہ کی زینت بنا دیا گیا۔ گویا کہ فطرۃً آواز آ رہی تھی۔

؎ عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے روحانی برکات کو ہمیشہ جاری رکھے اور آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مولانا محمد بدرالزمان قادری رضوی

پرنسپل جامعہ ہجویریہ لاہور

علامہ الٰہی بخش ؒ عالم باعمل

ساٹھ کی دہائی کے اوائل میں جب سکول سے واپسی ہوتی تو بند روڈ لاہور کی جامع مسجد میں اکثر و بیشتر ایک دلکش اور جاذب نظر ہستی والد گرامی شیخ الحدیث مولانا شمس الزماں قادری ؒ کے ساتھ نظر آتی۔ اس ہستی کے خدوخال، گفتگو کی دلکش آواز کی گھن گرج آج بھی یادوں کا حصہ ہے۔ وہ ہستی حضرت علامہ پیر محمد الٰہی بخش ؒ کی تھی۔ کبھی دونوں احباب گھنٹوں بیٹھے ملک و ملت کی زبوں حالی کا تذکرہ کرتے، کبھی ملکی سیاسی افق پر ہونے والی تبدیلیوں پر فکرمند، کبھی حکمرانوں کے ناپسندیدہ فیصلوں پر موثر حکمت عملی کی تیاری، کبھی علماء اہلسنت کے حقوق کی جنگ، غرض کونسا درد تھا جو دونوں احباب کے دل میں نہ تھا۔

علامہ الٰہی بخش ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے بے مثل مقرر اور بے لوث کارکن کی حیثیت سے زندگی بسر کی۔ حق گوئی و بے باکی ان کا شعار تھا۔ حق بات کہنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ آپ عالم باعمل تھے۔ زندگی کے آخری سال دربار حضرت داتا گنج بخش پر وعظ و تبلیغ کرتے صرف کیے۔ دربار کے احاطے میں جہلاء کے ہجوم منتشر کیے اور وہ لوگ جو دین کے نام پر گمراہی پھیلا رہے تھے اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کی دھجیاں بکھیر رہے تھے اُن کا سدباب کیا اور عامۃ الناس کو حقیقی تعلیمات اولیاء سے روشناس کرایا۔

راقم جب بھی جامعہ ہجویریہ سے فارغ ہو کر ملاقات کے لیے جاتا تو مل کر آبدیدہ ہو جاتے اور یادرفتگان کو تازہ کرتے، اپنی عمر کی نادر لمحات جو تبلیغ دین اور مسلک حق کی سربلندی کے لیے صرف ہوئے تھے بالخصوص ان کا ذکر فرماتے۔ ان کے وصال سے یقیناً ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو کہیں پُر ہوتا نظر نہیں آتا۔ تاہم وہ اپنی تبلیغی مساعی اور تصانیف کے ذریعے ہمیشہ زندہ رہیں گے اور لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور بلندی درجات عطا فرمائے۔ آمین

مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ، رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

﴿علامہ الٰہی بخش قادری دنیائے خطابت کا بے تاج بادشاہ﴾

یوں تو خطابت کے میدان میں بے شمار خطباء مسحور کن خطابت کے ذریعے مَن کا جادو جگا رہے ہیں لیکن ایک ایسی خطابت جس میں دین کی تبلیغ بھی ہو، اثر آفرینی بھی ہو، خطیب کا عمل اس کی گفتگو کی پشت پر ہو، ایسے خطباء عنقاء نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔

ان کم یاب لوگوں میں ایک روشن نام حضرت علامہ الٰہی بخش ضیائی قادری ؒ کا بھی ہے؛ جن کی خطابت میں امت مسلمہ کی راہنمائی بھی تھی، حق گوئی کا عنصر بھی نمایاں تھا اور سادگی ان کی رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔

انہوں نے دین اسلام اور مسلک اہل سنت کی خدمت کا جو فریضہ انجام دیا ہے وہ تاریخ کا ایک زریں ورق ہے۔ تکبر و غرور اُن کے قریب بھی نہ پھٹک سکا۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا وہ عمدہ نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ کے فضلاء کو آپ کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

* * *

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

بانی ادارہ صراط مستقیم، ناظم اعلیٰ: جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور

﴿علامہ الٰہی بخش قادری سفیر عقیدہ اہلسنت﴾

حضرت علامہ الٰہی بخش ضیائی صاحب ایک عاشق رسول ﷺ، مبلغ اسلام، مصلح قوم، پیر طریقت اور سفیر عقیدہ اہلسنت تھے۔ وہ سادہ مزاج، متواضع، پارسا اور راست گو انسان تھے۔ وہ افکار حضرت مجدد الف ثانی ؒ اور افکار حضرت امام احمد رضا خان قادری ؒ کے بے باک ترجمان تھے۔ ان کی خطابت نے لاہور کی سرزمین پر کئی شورشوں کا مقابلہ کیا۔ ان کے خطبات بدعقیدہ لوگوں اور ان کے حاشیہ نشینوں کے لیے ایک تازیانے کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ ﴿الحب للہ و البغض للہ﴾ کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتے تھے۔ مخدوم امم حضرت داتا گنج بخش ہجویری ؒ کے دربار شریف کی فضاؤں میں کئی سالوں تک آپ کی صدائے حق گونجتی رہی۔ آپ نے شریعت و طریقت کی برسات سے ماحول کو سیراب کیا۔ آپ کے مریدین پر آپ کی تربیت کا اثر نظر آتا ہے۔ آپ جیسے راسخ فکر، صحیح العقیدہ، متوازن اور محنتی خطیب کی یاد تا دیر لوگوں کو تڑپاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ آپ کی مغفرت فرمائے اور آپ کو فردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ رب ذوالجلال آپ کے صاحبزادگان و وابستگان اور مریدین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

* * *

علامہ حافظ خادم حسین رضوی

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' امیر فدایان ختم نبوت پاکستان

شجر رستوں سے کٹتے جا رہے ہیں

سائے سروں سے ہٹتے جا رہے ہیں

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

خطیب پاکستان حضرت علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی ﷫ صحیح معنوں میں "خطیب پاکستان" تھے۔ آپ نے پاکستان کے طول وعرض میں باطل عقائد ونظریات کا رد کر کے عقائد اہل سنت وجماعت کا بھرپور دفاع فرمایا۔ نصف صدی سے زائد آپ نے ملک وملت کی نظریاتی سرحدات کی حفاظت کی۔

آپ صرف خطیب ہی نہیں بلکہ طریقت ومعرفت کے بھی شناور تھے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت' قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی ﷫ نے آپ کو پہلی ہی ملاقات میں بیعت کرنے کے بعد خلافت سے نواز کر آپ کی علمی اور روحانی صلاحیتوں کو اہل علم پر آشکارہ کیا۔

آپ بیک وقت صوفی باصفاء' عالم ربانی' مبلغ اسلام' خطیب نکتہ داں اور واعظ خوش الحان شخصیت کے مالک تھے۔ اللہ رب العزت نبی کریم ﷺ کے طفیل آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اُسی چاند کی ہے جو تہہ مزار چلا گیا

مولانا محمد رضائے مصطفیٰ نقشبندی

صدر تحفظ ناموس رسالت محاذ' ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

علامہ الٰہی بخش قادری مرد مجاہد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا الٰہی بخش قادری ضیائی علیہ الرحمہ کا وصال اہل اسلام بالخصوص اہل سنت وجماعت کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے۔ تمام اساتذہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ حضرت کے صاحبزادگان وجملہ ارادت مندگان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت مولانا کی ساری زندگی مسلک اہل سنت کی ترویج واشاعت میں بسر ہوئی۔ آپ نے کم وبیش نصف صدی کے قریب قریب شاندار انداز میں دین کی تبلیغ کی۔ آپ کی گفتگو سے دینی ودنیاوی تعلیم کے حامل ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے علم دوست برابر فیض یاب ہوتے۔ آپ نے اپنے سلسلہ خطابت کو حصول دنیا کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ بے لوث خدمت کی۔ آپ کی گفتگو ہر سننے والے کو صلح کلیت وبے دینی وغیرہ کی غیر یقینی اور پستی سے نکال کر ایمانی غیرت سے مالا مال کرتی۔ بعض مواقع پر آپ کے محبت میں ڈوبے ہوئے جملے بڑے ہی سبق آموز ہوتے تھے۔

مولانا جو بات کہتے دل سے کہتے' ان کا ظاہر وباطن ایک جیسا تھا۔ وہ ان بزرگوں میں سے تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں بنفس نفیس حصہ لیا۔ مسلمانوں کے گھر جلتے ہوئے، مسلمانوں کے لہو کی ندیاں بہتی ہوئیں، عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم ہوتے ہوئے، مہاجروں کو ٹھوکریں کھاتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان کا دل درد سے بھرا ہوا تھا اور وہ نوجوان نسل کو تحریک پاکستان کے اس پرآشوب دور کی یاد دلاتے تھے۔

آپ نے ساری زندگی آپ نے حکمرانوں کی جی حضوری نہیں کی۔ علامہ صاحب حق بات پوری جرأت سے کہتے اور آپ کی للکار ایک مرد مجاہد کی للکار ہوتی۔ پاکستان بننے کے بعد مولانا دم آخر تک ہر دینی تحریک میں بھرپور طریقے سے شامل رہے آپ نے اپنی تقریر وتحریر سے ولولوں کا ایک ہجوم اہل درد میں تقسیم فرمایا۔

خدا کرے مولانا کا فیضان ان کے جملہ ارادت مندوں اور صاحبزادگان کی صورت میں باہمی الفت ومحبت کے ساتھ شاندار طریقے سے جاری وساری رہے۔

مولانا محمد عرفان اللہ اشرفی

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور

علامہ الٰہی بخش قادری جیداور نامور عالم دین

ہر ذی روح کے لیے خاک دان ارضی کا قیام عارضی اور محض عارضی ہے۔ کوئی کتنی ہی طویل عمر کیوں نہ گزار لے بالآخر اسے یہ فانی اور عارضی گھر چھوڑ کر عالم بقاء میں پہنچنا ہے۔ باقی رہنے والی ذات تو صرف اللہ رب العالمین کی ہے ﴿کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام﴾

الموت قدح کل نفس شاربوھا   والموت باب کل نفس داخلوھا

یوں تو دار فنا سے دار بقا کی طرف قافلے تیزی سے رواں دواں ہیں لیکن ان میں کچھ ایسے افراد بھی داغ مفارقت دے جاتے ہیں جن کی رحلت صرف ایک فرد یا خاندان کے لیے باعث غم نہیں ہوتی بلکہ ﴿موت العالِم موت العالَم﴾ کی مصداق ہوتی ہے۔ اہل علم وفضل اور ارباب فکر ونظر یکے بعد دیگرے اٹھتے جا رہے ہیں۔ کتنی ہی باغ و بہار شخصیات داغ مفارقت دے گئیں کہ آج ان کی یادیں قلب وروح کو تڑپا جاتی ہیں۔ اہل دل، اہلِ درد اور پرانی وضع کے علماء جن کا خمیر سادگی، تواضع اور علم سے اٹھایا گیا، تیزی سے رخصت ہو رہے ہیں اور قحط الرجال کے اس پُرفتن دور میں تاریکی اور گھٹن بڑھتی جا رہی ہے۔

گذشتہ دنوں اہل سنت کے جید و نامور عالم دین حضرت علامہ الٰہی بخش صاحب ضیائی رحمۃ اللہ علیہ راہی ملک بقاء ہو گئے۔ موصوف بہترین خطیب اور گوناگوں اوصاف کے حامل تھے۔ ان کی رحلت سے جو دلی صدمہ پہنچا ہے اس کا اظہار قلم کی زبان سے ممکن نہیں۔ بقول شاعر

رحلت وخلّفت القلوب جریحہ   تذوب و جیش الصبر قد قلّ جندہ

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے مقام قرب میں پیہم ترقی درجات عطا فرمائے۔ ﴿اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ و اکرم نزلہ ووسع علیہ مدخلہ اللھم ابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ. اللھم اجعلہ من ورثۃ النعیم واجعل مرقدہ روضۃ من ریاض الجنۃ وادخلہ الجنۃ جنۃ الفردوس بغیر حساب﴾ آمین بجاہ شفیع المذنبین ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا خلیل احمد قادری

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور، ناظم اعلیٰ بزم سید ہجویر داتا دربار لاہور

علامہ الٰہی بخش قادری آفتاب شریعت وطریقت

شجر رستوں سے کٹتے جا رہے ہیں   سائے سروں سے ہٹتے جا رہے ہیں
گلشن سے پھول گیا اور رنگ چھوڑ گیا   چمک بکھیر کے آنکھوں کو دنگ چھوڑ گیا
کل اس کی آنکھوں نے کیا زندہ گفتگو کی تھی   گمان تک نہ ہو کہ وہ بچھڑنے والا ہے
گر لاکھ برس جیئے تو پھر مرنا ہے   پیمانہ عمر اک دن بھرنا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین

اما بعد!

وہ آفتاب شریعت وطریقت غروب ہو چکا جس کی ضوء سے بے پناہ لوگ مستفید ہوئے۔ الحمد للہ راقم بحیثیت طالب علم بھی ان سے مستفید ہوتا رہا۔ ہر جمعرات کو بعد از نماز عصر اس وقت تک قلبی سکون محسوس نہ ہوتا جب تک اس ہستی کا وجدانی ایمانی خطاب نہ سنا جاتا، جس ہستی کو خطیب پاکستان حضرت علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ بندہ نے جناب کی معیت میں سیدوالہ جامعہ قادریہ رضویہ اور گوجرانوالہ کی محافل میلاد شریف میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کے علاوہ جب بھی زیارت کا شرف ملا تو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ اقدس کے سامنے مریدین کے درمیان جلوہ افروز پایا۔ آج اگرچہ مریدین وہاں کثیر تعداد میں آپ کے سجادہ نشین حضرت عزیزم مولانا فاروق قادری ضیائی کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن آج وہ عاشق رسول کا نورانی چہرہ جو کبھی مدارس میں کبھی مساجد کی زینت بنتا تھا ہم سے غائب ہے۔

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اسی چاند کی ہے جو تہہ مزار چلا گیا

الحمد للہ حضور خطیب پاکستان ایک عالم باعمل اور پیر طریقت تھے۔ موجودہ دور میں ہمارے معاشرے

میں جاہل پیروں کا طبقہ ایک ایسا رِستا ہوا ناسور ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔ غالباً ایسے ہی پیروں کے متعلق شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے کیا خوب کہا تھا

با مریداں روز و شب اندر سفر
از ضرورتہائے ملت بے خبر

لیکن الحمدللہ خطیب پاکستان اس ہستی کے دست بیعت تھے جنہیں قطب مدینہ حضور ضیاء الدین مدنی ؒ کہا جاتا ہے۔ الحمدللہ بندہ نے خود گناہگار آنکھوں سے دیکھا ہے کہ خطیب پاکستان ساری زندگی ہر جمعرات کو آستانہ عالیہ حضرت داتا گنج بخش ؒ پر مخلوق خدا کو روحانی فیض تقسیم کرتے نظر آتے تھے۔ اس کا اثر آج بھی دکھائی دے رہا ہے کہ آپ کے اکثر مریدین الحمدللہ باشرع اور منہ پر سنت رسول سجائے نظر آتے ہیں۔ ایک جاہل نام نہاد اور پیر حدی میں یہی فرق ہے۔ ارشاد نبوی ہے کہ ﴿من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی فقد احبنی اللہ﴾ ترجمہ: ”جس کسی نے میری سنت زندہ کی اس نے رشتہ محبت میرے ساتھ قائم کرلیا اور جس نے میرے ساتھ رشتہ محبت قائم کیا وہ محبوب الٰہی بن گیا“۔ الحمدللہ خطیب پاکستان جس اسٹیج پر تشریف لے گئے حق کا دامن نہ چھوڑا اور کلین شیو نعت خوانوں سے متاثر نہ ہوئے بلکہ ان کو سمجھانے کی کوشش کی۔

تنبیہ: اہلسنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نعت گوئی اور نعت خوانی عبادت ہے لیکن اُن کے لیے جو متشرع ہیں، فرائض و واجبات اور سنتوں کی پابندی کرتے ہیں۔ ایسے نعت خوانوں کی حوصلہ افزائی فروغ نعت کے لیے ضروری ہے لیکن جو لوگ شریعت کی پابندی نہیں کرتے روزانہ داڑھی چٹ کرواتے ہیں، نماز کی پرواہ نہیں کرتے ایسے ثناء خوانوں کو پیسے دینا گناہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے ﴿ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ ترجمہ: ”گناہ اور زیادتی پر کسی کی مدد نہ کرو“۔ جو نعت خوان داڑھی منڈواتے ہیں ان کو اگر روپے دیے جائیں وہ انہی روپوں سے داڑھی منڈوائیں گے لہٰذا یہ گناہ پر مدد ہوگی۔ داڑھی منڈوانا حرام ہے اور حرام پر تعاون بھی حرام ہوتا ہے۔ افسوس! صد افسوس ہے کہ ایسی محافل سے اہلسنت کو خاصا نقصان پہنچا ہے کیونکہ جس دولت نے مدارس اہلسنت کی تعمیر و ترقی پر خرچ ہونا تھا وہ ان جہلاء کی جیبوں میں چلا گیا۔ مزید برآں محفل کو آخر تک جمانے کے لیے عمرے کے ٹکٹوں کا اعلان کیا جاتا ہے۔ لوگ اس لالچ میں پوری رات بیٹھے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں نماز فجر قضا ہوتی ہے۔ ایک مستحب کام کے لیے فرض عین کو ضائع کر دیا۔ اصل مسئلہ پر غور کریں جو فرائض کا تارک ہو اس کے واجبات قبول نہیں اور جو واجبات کا تارک ہو اس کی سنتیں قبول نہیں اور جو سنت کا تارک ہو اس

کے مستحبات قبول نہیں۔ اب غور کریں جب نعت خوانی مستحب ہے اور داڑھی رکھنا سرکار ﷺ کی مبارک سنت ہے تو داڑھی منڈے کی مستحب نعت خوانی اللہ اور اس کے رسول اعظم ﷺ کی بارگاہ میں کب قبول ہو سکتی ہے اور تارک فرض عین کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ دعویٰ کرے کہ میں محب رسول ہوں اور جذبہ محبت سے سرشار ہو کر نعت پڑھ رہا ہوں۔ گو نعت حضرت حسان ؓ کی سنت ہے لیکن خطاب بھی تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔

لیکن الحمدللہ خطیب پاکستان کو بندہ نے کئی مرتبہ داڑھی منڈے نعت خوانوں سے پیچھا چھڑاتے دیکھا ہے جو تائید حق اور طریقہ اکابر پر چلنے کی واضح مثال ہے۔ اس لیے کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا

؎ کبھی مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ — بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ
؎ سالہا باید کہ تا یک مرد حق پیدا شود — باید اندر خراسان یا اویس کہ ندر قرن

الحمدللہ خطیب پاکستان عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے مقرر تھے جس کی مثال حضرت علامہ محمد عمر اچھروی ؒ اور حضرت علامہ عنایت اللہ آف سانگلہ ہل کے بعد شاید نہ مل سکے جن کی تقریر سے ہزاروں بدمذہب سنی بن گئے۔ آپ ایسے مقرر تھے جو منبع علم و معرفت تھے۔ آج کل کے مقررین میں سے کسی سے کوئی علمی مسئلہ پوچھا جائے تو جواب ملتا ہے میں عالم نہیں ہوں، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک مقرر کا عالم ہونا ضروری نہیں۔

دور حاضر کے مقررین کی اکثریت کا مبلغ علم صرف کیسٹیں ہیں۔ اس لیے اگر کوئی بندہ ان سے جلسے میں کوئی نادر موضوع پر تقریر کروائے جو غیر مشہور ہے تو تاریخ نہ دیں گے کیونکہ اس موضوع پر ان کے پاس کیسٹ یا سی ڈی نہیں ہوتی۔ لیکن علامہ صاحب کی ہستی وہ ہے کہ جن کی تقریریں سن کر لوگ تقریر کرتے ہیں۔ اس کی وجہ واضح ہے کہ آپ مستند عالم دین تھے جو خود سند کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس کا بیّن ثبوت آپ کی تصانیف ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔ ❶ معراج النبی ﷺ ❷ شعبان المعظم میں خدائی رات ❸ سورۂ یوسف کی تفسیر بنام حسن یوسف ❹ خطبات قادریہ ضیائیہ۔

آخر میں تمام عقیدت مندوں اور مریدین سے گزارش ہے کہ سنت نبوی ہے کہ کوئی بزرگ دنیا سے رخصت ہو جائے اس کو جس سے عقیدت ہو اس سے عقیدت رکھنا بھی سنت صحابہ کرام علیہم الرضوان ہے۔ میری مراد علامہ محمد فاروق ضیائی ہے جنہوں نے سفر و حضر میں پُر اخلاص علامہ صاحب کی خدمت کی ہے۔ تمام مریدین اگر سنت نبوی کو زندہ رکھیں گے تو ضرور ان سے مستفید ہوں۔

مولانا پیر عبدالشکور رضوی

مہتمم مدرسہ شکوریہ رضویہ

علامہ الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

1979ء کی بات ہے کہ حج مبارک کے لیے لاہور سے بذریعہ ریل گاڑی اور پھر کراچی سے بحری جہاز کے ذریعے 9 دن سفر کر کے جدہ اُترے۔ مکۃ المکرمہ پہنچے اور عمرہ مبارک ادا کیا۔ عمرہ مبارک کی ادائیگی کے بعد مُعلّم نے کہا مکۃ المکرمہ میں جہاں چاہو جاسکتے ہو۔ ہم بھی باہر نکلے اور محلہ مسفلہ کی زیارت کر رہے تھے کہ عاشق رسول علامہ الٰہی بخش صاحب ؒ کی بھی زیارت ہوگئی۔ دوران ملاقات سفر رہائش کے متعلق پوچھنے پہ میں نے عرض کیا کہ سفینہ عابد بحری جہاز سے آئے تو آپ نے فوراً فرمایا کہ واپسی ہوائی جہاز سے ہوجائے گی۔ میں نے عرض کیا مالی حالات کی وجہ سے ایسا ہو نہیں سکتا۔ فوراً مسکرا پڑے فرمایا جس کے مہمان ہو وہی انتظام کردے گا۔

حج ادا کرنے کے بعد مدینۃ المنورہ پہنچے اور وہاں لاہور سے ہی گئے ہوئے حاجی صاحبان سے ملاقات ہوگئی جو کہ بذریعہ ہوائی جہاز گئے ہوئے تھے۔ ان حجاج کرام میں علماء کرام بمعہ مستورات شامل تھے۔ ہمارا ایک ماہ مدینۃ المنورہ میں قیام تھا لیکن اُس گروپ نے آٹھ دن بعد بذریعہ ہوائی جہاز واپس پاکستان پہنچنا تھا۔ جس دن وہ اپنا سامان تیار کر کے روانہ ہو رہے تھے تو ان سے ملاقات ہوگئی، روتے رُلاتے وہ ہم سے الوداع ہوئے۔ تین چار گھنٹے گزرے ہوں گے کہ ایک سعودی سپاہی کہہ رہا تھا کہ لاہور کا کوئی حاجی ہے تو بات سُنے میں اصحاب صفہ پہ بیٹھا تلاوت کلام پاک کر رہا تھا۔ اُس کی آواز پہ میں اس کے پاس پہنچا تو اُس نے نہایت افسوسناک خبر سنائی کہ میدان بدر کے قریب حادثہ ہوگیا ہے۔ مدینہ منورہ کے ہسپتال میں میتیں اور زخمی موجود ہیں۔ آپ ہسپتال چلیں اُنہیں پہچانیں، باقی بات بعد میں کریں گے۔ میں سپاہی کے ساتھ ہسپتال پہنچا تو وہی گروپ علماء کرام اور مستورات شہید اور زخمی تھا۔ پولیس والوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ ان کے وارث بن کر زخمیوں کو بذریعہ ہوائی جہاز پاکستان لے جائیں اور ورثاء کے حوالہ کردیں۔ میں نے بتایا کہ میں بحری جہاز سے آیا ہوں اور میرا ٹکٹ ہوائی جہاز کا نہیں لیکن سعودی سپاہی نے کہا آپ رضامند ہو جائیں تو باقی انتظام ہم کریں گے۔ میں برائے بذریعہ ہوائی جہاز ان زخمیوں کو لے کر پاکستان پہنچ گیا اور علامہ الٰہی بخش صاحب کی بات یاد آگئی کہ بذریعہ ہوائی جہاز پاکستان جاؤ گے۔

مولانا قاری احمد رضا سیالوی

استاذ العلماء، نائب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

علامہ الٰہی بخش قادری علمی وروحانی شخصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی ایک عظیم علمی وروحانی شخصیت کے مالک تھے۔ عشق نبوی ﷺ آپ کے دل میں کو [illegible] بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ کی ترویج اور گلشن محبت رسول ﷺ کی آبیاری میں گزاری۔ علامہ صاحب کا ہر خطبہ معنی خیز اور اکسیر جان ہوتا تھا۔

اگرچہ دنیائے خطابت میں بے شمار خطباء نے اپنی خطابت کا لوہا منوایا لیکن مجھے ان کی خطابت کا جو یکتا پہلو نظر آیا وہ یہ تھا کہ میں اپنے زمانہ طالب علمی (1990ء تا 1997ء) میں اکثر و بیشتر نماز جمعہ علامہ صاحب کی اقتداء میں ادا کرتا اور کیا دیکھتا کہ بڑے بڑے خطباء اپنی مساجد سے نماز جمعہ پڑھانے کے بعد آتے اور حضرت صاحب کے فیض سے سیراب ہوتے۔

دوسری اہم بات کہ ان دنوں مارکیٹوں میں جمعہ کی چھٹی ہوتی لیکن پھر بھی شاہ عالم مارکیٹ والی مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ آپ کی جدائی نے ہم کو ماہی بے آب کی مانند بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اقبال کی اس دعا کے ساتھ دعا گو ہوں

عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک مرا
آسمان چیر گیا نالہ بے باک مرا

مولانا مدد علی قادری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

﴿علامہ الٰہی بخش قادری باکمال شخصیت﴾

پیر طریقت، رہبر شریعت، عاشق مصطفیٰ ﷺ پاسبان مسلک رضا حضرت علامہ مولانا پیر محمد الٰہی بخش صاحب قادری ضیائی ؒ بہت سے اوصاف کے ساتھ متصف تھے۔ ممدوح کو اللہ عزوجل نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔

آپ کا ایک عظیم وصف جوہر خطابت تھا جس کے ذریعے آپ پیغام مصطفیٰ ﷺ کو ہر خاص وعام کے سینہ میں اتار دیتے تھے اور بڑے والہانہ انداز میں کہا کرتے تھے۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

آپ شان الوہیت ورسالت وعظمت صحابہ اور شان اہلبیت قرآن وحدیث سے احسن انداز میں بیان کرتے اور اپنے دعویٰ کو مضبوط دلائل کے ساتھ مزین کرتے اور ہر باطل کو دندان شکن جواب دیتے اور اپنوں کے لیے ﴿رحماء بینھم﴾ اور باطل فرقوں کے لیے ﴿اشداء علی الکفار﴾ کی بے نیام تلوار تھے۔ اس کے علاوہ آپ میں جو خوبیاں کمال درجہ کو پہنچی ہوئی تھیں وہ خدا تعالیٰ کسی کسی مرد مجاہد کو عطا فرماتا ہے۔

❶ مسلک کا درد رکھنے والے اور اہلسنت وجماعت کے خیر خواہ تھے۔ ❷ ہزاروں مریدین اُن کے اشارۂ ابرو پر دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ ❸ آپ نے غرباء ومساکین اور طلباء ومدرسین کی ہر موقع پر مالی، اخلاقی اور معاشی مدد کی۔ ❹ جب بھی آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا آپ نے عظیم مربی ومحسن کی طرح انمول پند ونصائح سے نوازا مثلاً خشیت الٰہی کو اپناؤ، خلق خدا کے ساتھ بھلائی کرو، دین کو مزید بڑھاؤ وغیرہ

مولانا فاروق صاحب کو پڑھانے کے لیے بھی میرا انتخاب کیا اور مجھے حکم دیا کہ اس کی بنیاد مضبوط کرو اور اسے خوب محنت کرنے کا حکم دیا۔ اللہ رب العزت آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام نصیب فرمائے اور لواحقین ومریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ کی جدائی ملت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم صدمہ ہے

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

مولانا محمد سلیمان قادری

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

﴿موتُ العَالِم موتُ العَالَم﴾

علم ایسا نور الٰہی ہے جس کے مقام ومرتبہ کو جاننے سے عقول قاصر ہیں اور جو جہالت کی تاریکیوں کو کافور کر دیتا ہے۔ علم جس دل میں داخل ہوتا ہے اسے نہ صرف برکتوں کا گنجینہ بنا دیتا ہے بلکہ اس صاحب علم دل کو پستیوں سے نکال کر بلندیوں پر فائز کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات﴾ ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجات بلند فرمائے گا۔

حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ علماء کے درجات اہل ایمان سے سات سو درجات بڑھ کر ہوں گے اور ان میں دو درجات کا فاصلہ پانچ سو سال کا راستہ ہوگا۔ حضرت ابو اسود ؓ فرماتے ہیں علم سے بڑھ کر کوئی چیز عزت والی نہیں کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں اور علماء بادشاہوں پر حاکم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ خالق کائنات نے حضرت سلیمان ابن داؤد علیہما السلام کو اختیار دیا کہ علم ومال اور سلطنت میں سے جو چاہو پسند کرو تو انہوں نے علم اختیار فرمایا جس کے نتیجے میں مال اور سلطنت بھی عطا کر دی گئی۔

علم ہی وہ خاصہ ہے جس سے انسان اور حیوان میں تمیز ہوتی ہے۔ حضرت ابن مبارک ؒ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا عالم۔ ظاہر ہے کہ انسان اس وقت ہی "انسان" کہلانے کا مستحق ہے کہ جب تک وہ اس صفت سے متصف رہے۔ انسان کی شرافت نہ جسم کے زور کی وجہ سے ہے ورنہ زور تو اونٹ میں زیادہ ہے، نہ بڑے جسم ہونے کی وجہ سے، ہاتھی اس سے بھی بڑا ہے، نہ بہادری کی وجہ سے ہے ورنہ درندے اس سے زیادہ بہادر ہیں، نہ زیادہ کھانے کی وجہ سے ہے ورنہ بیل کا پیٹ اس سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔ بلکہ انسان کو اگر شرف وعزت حاصل ہے تو وہ صرف "علم" کی وجہ سے ہے۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے کہ ﴿قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون﴾ ترجمہ: آپ پوچھیے کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور جاہل (بے علم)؟ اس آیت مبارکہ نے واضح الفاظ میں انسانیت کی درجہ بندی فرما دی ہے اور بتا دیا کہ علم ہی وہ معیار ہے کہ جس کی بناء پر

انسانوں کے مراتب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لہٰذا جو کم علم والا ہے وہ کم مرتبے والا ہے اور جو زیادہ علم والا ہے وہ بڑے مرتبے والا ہے۔ جس طرح دنیا کے ہر شعبے میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور بُرے لوگ بھی ہوتے ہیں اسی طرح اہل علم میں سے بھی علماء سوء ہوتے ہیں۔ جو چڑھتے سورج کی پوجا کرنا باعث عزت سمجھتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس علماء حق ہیں جو ہر دور میں کمزور حیثیت میں ہوتے ہوئے بھی دین کی لاج رکھتے ہیں۔

مشہور ہے ﴿موت العالِم موت العالَم﴾ ایک عالم کی موت پورے جہان کی موت ہوتی ہے۔ ان علمائے حق میں پیر طریقت رہبر شریعت' عاشق مصطفیٰ ﷺ 'فنافی الرسول ﷺ حضرت علامہ مولانا الٰہی بخش قادری ضیائی ؒ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے اپنی ساری زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ میں نہ صرف خود بسر کر دی بلکہ لوگوں کو بھی یہی درس دیتے رہے۔ اس عشق رسول ﷺ کی دولت پر آپ کو ناز تھا۔ آپ اپنی تقاریر میں اکثر و بیشتر اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے   اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

آپ اہل سنت کے عظیم سرمایہ تھے۔ آپ کا وصال اہلسنت کا اتنا بڑا نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

آپ تمام اولیاء کرام بالخصوص حضور داتا گنج بخش علی ہجویری ؒ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر جمعرات بعد نماز عصر داتا گنج بخش ؒ کی قبر منور کے پاس اللہ تعالیٰ کے احکامات' رسول پاک ﷺ کی تعلیمات اور اولیاء کرام کے پیغامات مخلوق خدا تک پہنچاتے تھے۔ آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ 'اہل بیت رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام سے حد درجہ کی عقیدت رکھتے تھے اور ان کی تقاریر سے محبوبان الٰہی سے محبت و عشق کی تصویر نمایاں نظر آتی تھی اور زندگی کے آخری لمحات تک اسی محبت بھرے عقیدے کو آپ نے اپنائے رکھا۔

جب زندگی کی بازی ہار گئے تو ان کا چہرہ اقدس کی جھلک دیکھنے کے لیے جم غفیر موجود تھا۔ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کے عشق مصطفیٰ ﷺ کا ثبوت پیش کر رہا تھا کیونکہ آپ اپنے بیانات میں بانگ دہل یہ اعلان فرمایا کرتے تھے عاشق رسول جب دنیا سے چلا جائے گا تو ان کا چہرہ آلودہ نہیں ہوگا بلکہ محبت رسول ﷺ کی شمع سے روشن ہوگا۔ بقول شاعر

عشق رسول ﷺ کی اک شمع جلا لو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں بھی اجالا ہوگا

مولانا محمد عمران الحسن فاروقی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

﴿خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا﴾

نازش اہلسنت' سفیر عشق رسول ﷺ 'مجاہد ناموس رسالت ﷺ 'خطیب نکتہ دان' واعظ خوش الحان علامہ پیر الٰہی بخش ضیائی قادری ؒ کے انتقال کی خبر نے غمزدہ کر دیا۔ پہلے ہی ہم اہل سنت و جماعت قحط الرجال کا شکار ہیں اوپر سے ان جیسی بزرگ' فکری' عملی شخصیات کا داغ مفارقت دے جانا ہمارے لیے یقیناً ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مگر یہ قانون قدرت ہے اور یہاں کسی کو دم مارنے کی جاہ نہیں۔

الموت قدح کل نفس شاربها   الموت باب کل نفس داخلوها

موت ایک ایسا جام ہے جو ہر ایک جان نے پینا ہے اور موت ایک ایسا دروازہ ہے جس سے ہر ایک شخص نے گزرنا ہے۔ علامہ الٰہی بخش ضیائی ان خوش نصیب ہستیوں میں سے ہیں جن کی ساری زندگی فروغ عشق رسول ﷺ میں گزری اور انہوں نے زندگی کے تمام ادوار یعنی ابتدائے شباب، عین شباب اور بڑھاپا قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے گزارے۔ تادم صحت محراب و منبر کو زینت بخشتے رہے۔ علامہ الٰہی بخش ضیائی بلاشبہ علم و عمل کے پیکر تھے۔ وہ علماء' طلباء' خطباء' مدرسین اور عوام میں یکساں طور پر مقبول تھے۔ وہ اپنوں کے لیے انتہائی نرم مزاج اور گستاخوں کے لیے مثل فولاد تھے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم   رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

وہ حکمرانوں سے نہ کبھی دبے اور نہ غیروں کے آگے کبھی جھکے۔ وہ شمع رسالت ﷺ کے پروانے تھے۔ انہوں نے مشکل ترین حالات کا مقابلہ بڑی جواں مردی سے کیا۔ وہ اپنی فکر اور نظریے پر ہمیشہ مضبوطی کے ساتھ ڈٹے رہے۔ انہوں نے اپنے دامن کو دین فروشی اور مسلکی غداری جیسے قبیح دھبوں سے کبھی داغدار نہیں ہونے دیا۔ ان کا اوڑھنا' بچھونا محبت رسول ﷺ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا فروغ تھا۔

کروں مدح اہل دول رضاؔ پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

کسی بزرگ سے ایک شخص نے کہا میں اتنی دیر آپ کے ساتھ رہا ہوں میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ بزرگ نے فرمایا کہ تو نے میرا کوئی کام خلاف سنت دیکھا ہے تو اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہی تو میری کرامت ہے۔ کیا تم ہوا میں اڑنا اور پانی میں تیرنا دیکھنا چاہتے ہو حالانکہ یہ کام تو مچھلی اور مکھی بھی کر رہی ہے۔ علماء کے نزدیک سب سے بڑی کرامت استقامت ہے ﴿الاستقامة خیر من الف کرامة﴾ استقامت ہزار کرامت سے بہتر ہے۔

علامہ الٰہی بخش ضیائی ؒ نے فروغ عشق رسول اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں وہ نہ صرف ان کے لیے باعث نجات و بلندی درجات ہیں بلکہ بعد والوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک صحابی رسول بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں انتہائی مغموم و پریشان حالت میں حاضر ہوئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا اے میرے صحابی کیا بات ہے اتنے پریشان کیوں ہو؟ عرض کی آقا ﷺ میں مریضِ عشق ہوں۔ میرا دل آپ ﷺ کے دیدار کے لیے ہر وقت تڑپتا رہتا ہے اور میری آنکھیں ہر وقت آپ ﷺ کی زیارت کو پیاسی رہتی ہیں۔ یہاں جب بھی میرا جی چاہتا ہے میں دوڑا دوڑا حاضر ہو جاتا ہوں اور آپ ﷺ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتا ہوں لیکن جب مجھے قیامت کا خیال آتا ہے تو میں پریشان ہو جاتا ہوں کہ اگر مجھے جنت مل بھی گئی تو وہاں میں ادنیٰ اور آپ سرکار ﷺ اعلیٰ ترین مقام پر تشریف فرما ہوں گے تو وہاں آپ کا دیدار نہیں ہو سکے گا۔ اسی فکر، خیال، سوچ نے مجھے غمزدہ و پریشان کر رکھا ہے۔ سرکار ﷺ کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور آپ نے فرمایا (انت مع من احببت) اے میرے غلام غم نہ کھا قیامت میں اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تو پیار کرتا ہے۔

اس حدیث پاک میں جہاں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے ایک کمال تسلی ہے وہاں گستاخانِ رسول کے لیے لمحۂ فکریہ بھی ہے کہ صحابہ جنت کی لازوال، بے مثال نعمتوں کو پا کر بھی سرکار دو عالم ﷺ کو نہیں بھولے۔ یہ چند [illegible] سرکار ﷺ کو محض ایک قاصد سے زیادہ حیثیت دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ آہ افسوس!

علامہ الٰہی بخش ضیائی ؒ نے سینکڑوں، ہزاروں لوگوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن کی۔ بلاشبہ اس شمع کی روشنی سے ان کی قبر روشن اور منور ہو گی۔ آمین

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ایڈیٹر "جہان رضا" لاہور

﴿مولانا الٰہی بخش قادری گل سرسبز﴾

مولانا الٰہی بخش ضیائی بھی چل بسے۔ جمعرات کو داتا گنج بخش کے مزار کے پہلو میں سجنے والی محافل ویران ہو گئیں۔ جامع مسجد غوثیہ شاہ عالم گیٹ کے محراب و منبر اداس ہو گئے۔ وہ جلسے جو مولانا الٰہی بخش ضیائی کی خطابت سے گونجتے تھے خاموش ہو گئے۔

مولانا الٰہی بخش ضیائی سے نیازمندی آج سے 60 سال قبل تھی جب وہ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے دستار فضیلت سر پر سجائے نکلے تو ان کی خطابت نے دھوم مچا دی اور ان کی خطیبانہ للکار سے جلسہ گاہیں گونجنے لگیں۔ ان کی خوش بیانی اور خوش آوازی سے لوگ دل و جان سے جھوم جھوم جاتے۔

وہ پی ایم جی میں ملازم تھے مگر رات کو لاہور کے جلسے ان کی تقریر سے جھوم اٹھتے۔ آج سے 60 سال قبل ہم نے خطیبان شہر کی ایک انجمن تشکیل دی۔ جس میں لاہور کے جواں سال خطباء میدان خطابت میں گرجنے لگے۔ مولانا الٰہی بخش ضیائی اس انجمن کے گل سرسبز تھے۔ حافظ محمد عالم سیالکوٹی ؒ رونق انجمن تھے۔ زینت القراء قاری غلام رسول قرآن پڑھتے تو یوں محسوس ہوتا کہ دلوں پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ محمد یوسف جوشیلا اپنی تقریر سے بام و در ہلا دیا کرتے تھے۔ مولانا اکرم حسین مجددی تقریر کرتے تو رام پور کی زبان کی مٹھاس سے اہل ذوق کو لوٹ لیتے۔ ہم ان ارباب خطابت کے حاشیہ نشین ہوتے تھے۔ مگر مولانا الٰہی بخش کی تقریریں ایک انفرادی حیثیت رکھتی تھیں۔

ان کی تمنا تھی کہ اپنے پیر و مرشد مولانا ضیاء الدین قادری رضوی کے پہلو میں جنت البقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہوں۔ مگر اب موت سے ہم کس طرح پوچھیں کہ تو نے ایسا گوہر گرانمایہ کیا کرنا تھا۔

آسمان تیری لحد پر گوہر فشانی کرے

مولانا سید محمد خرم ریاض رضوی

مجاز بیعت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان الازہری

ضیائی ضیاء

ایک سچے عاشق رسول، پکے رضوی واعظ، خوش بیاں خطیب، فصیح اللسان مقرر، مسلک اہلسنت کے متصلب ترجمان، علم و عمل کا حسین امتزاج یعنی حضرت مولانا الٰہی بخش قادری رضوی ضیائی ؒ جنہیں دست قدرت نے ظاہر و باطن میں کئی محاسن سے نوازا۔ جو عمر بھر محبت رسول کے فروغ اور فیض رضا [illegible] منہمک رہے۔

حضرت قطب مدینہ ؒ کے معطر انفاس سے مہکنے والا پھول زمانہ بھر میں یاد نبی کی خوشبوئیں لٹاتا رہا۔

ضیائے ملت حضرت ضیاء الدین احمد مدنی ؒ کی نگاہ ناز سے چمکنے والا یہ ستارہ ہمیشہ ہدایت کا نور برساتا رہا۔

اس خوش نوا کہ واعظ کے وعظ و نصیحت نے نہ جانے کتنوں کو بادہ الفت کا متوالا بنا ڈالا۔ حضرت الٰہی بخش قادری ؒ نے کوچہ کوچہ، نگر نگر، قریہ قریہ مجدد برحق امام احمد رضا ؒ کے تابندہ افکار اور درخشندہ نظریات کو خوب خوب اجاگر کیا۔ آپ کا سلیس انداز بیاں لوگوں کے دلوں کو موہ لیتا۔ آپ کی زباں سے امام اہلسنت ؒ کے نعتیہ اشعار سن کر سامعین جھوم جھوم جاتے۔

حضرت سیدنا غوث الثقلین، شہنشاہ بغداد ؒ کے فیض روحانی کی بدولت احقاق حق آپ کا شعار رہا۔ آپ باطل کی سرکوبی کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔ یہ حضور غوث اعظم ؒ کی نگاہ پاک کا ہی اعجاز تھا کہ آپ اہلسنت کے مسلمہ عقائد و نظریات برملا بیان کیا کرتے۔ کسی بازاری ملاں کی شورش ہو یا کسی گھس بیٹھیے کی فکری یورش، آپ ہر محاذ پر قادری تلوار اٹھائے، رضوی نیزہ لہرائے اور ضیائی دستار سجائے برسرِ پیکار رہے۔

آپ تمام زندگی ہجویری مے خانہ میں قادری رضوی جام و مینا سے سرشار ہوتے رہے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ؒ کے در دولت کی حاضری آپ کے لیے بدن میں روح کا درجہ رکھتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دم رخصت بھی حضرت داتا صاحب کی آغوش کرم میں مسکرا رہے تھے اور مخدوم امم کی گلی سے ہو کر سوئے جناں جا رہے تھے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت علامہ کے جمیع وابستگان کو ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

گزارش

تمام علماء کرام و مشائخ عظام سے گزارش ہے کہ بہت جلد علامہ صاحب کی حیات طیبہ پر ایک ضخیم کتاب مرتب کی جائے گی۔ اس کتاب کے لیے علامہ صاحب کے متعلق اپنے تاثرات درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

محمد فاروق احمد قادری

- 131A ڈی ٹو بلاک، صوفی سٹریٹ، گلشن راوی نزد سانده تھانہ لاہور
- جامع مسجد محمدیہ غوثیہ المینار فاروق اعظم، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

0300-4222794

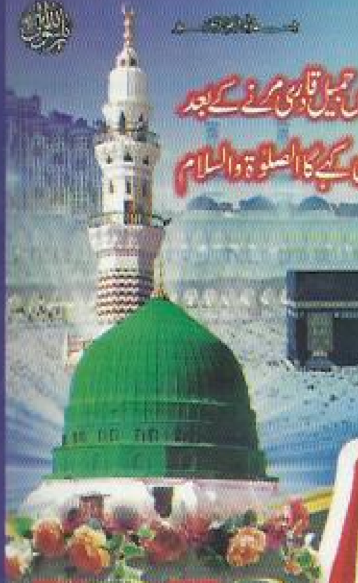

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

الحاج پیر علامہ

محمد الٰہی بخش علیہ الرحمۃ

قادری رضوی ضیائی

ختم چہلم

5 جون بروز ہفتہ
2010ء 21 جمادی الثانی 1431ھ

بمقام
جامع مسجد محمدیہ غوثیہ المینار فاروق اعظم
شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بعد از نماز
ظہر تا مغرب

فضل کریم
عبدالقدیر
مقصود احمد
عبدالحمید
ظہور الدین

محمد فاروق احمد قادری

DESIGNED BY: 0321-4761150